لسان، لسانیات اور صوتیات کا تدریجی و تحقیقی جائزہ

مریم عظیم

رخسانہ بلوچ

محمد اقبال شاہد

Abstract:

This research paper is about the analytical study of language, linguistics, phonetics and phonemics. It includes primary definitions of these four terms endorsed by the classical experts of language studies.Further, it is followed by the important discussions about the jurisdictive parts of these area topics. Discussions about these interrelated topics have been made into chronological/historical order. Different linguistics' opinions and findings have also been compared with one another. For example, there has been found clear difference amongst the linguistics upon the number of human speech parts. Gayan Chand has enumerated comparatively the maximum number of phonetic organs, i.e., equivalent to 22. The research paper provides basic research oriented information about the basic areas of language. It is significant for the students of linguistics, phonetics and phonemics. The article's findings, conclusions and recommendations are not only relavant for the scholars of urdu language but it is highly useful for the scholars of other languages, too.

تعارف

یہ مضمون لسان اور لسانیات کے ابتدائی اور بنیادی مباحث پر مبنی ہے۔ زبان فارسی کا لفظ ہے اور اُردو میں بھی مستعمل ہے۔ عربی میں اسے لسان کہتے ہیں۔ انگریزی میں اسے Language کہا جاتا ہے

۔زبان کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے (۱) جوفِ دہن میں موجود عضو کا نام (۲) جوفِ دہن میں موجود عضو سے ادا ہونے والی آوازیں۔

ماہرینِ زبان کے مطابق زبان کی تین صورتیں ہیں۔ (i)اشاراتی زبان (ii) تکلمی زبان(iii) تحریری زبان۔ لسانیات، ''لسان ''اور'' یات ''کا مرکب ہے جس کا مطلب بالترتیب زبان اور مطالعہ ہے ۔ اس کا لغوی مطلب زبان کا مطالعہ ہے ۔صوتیات کا لسانیات کے ساتھ گہرا تعلق ہے ۔ صوتیات کے بغیر لسانیات ناکافی ہے۔ صوتیات کا کام زبان کی آوازوں کو دریافت کرنا، اس کو صحیح رسم الخط فراہم کرنا، جن زبانوں کے پاس رسم الخط نہیں ہے انھیں رسم الخط فراہم کرنا اور الفاظ کی درست ادائی میں مدد کرنا ہے۔ صوتیات ہی وہ بنیادی عنصر ہے جو زبان کو صحیح انداز میں تیار کراتا ہے۔ کسی بھی نئی زبان کو سیکھنے سے قبل اس کی آوازوں کے مسئلے سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ زبان صرف آوازوں کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ منظم آوازوں کا بہترین صوتی نظام ہے۔ دوسری زبانوں کی نسبت اگر اردو زبان کی بات کی جائے تو مدرّس قسم کے لوگ بھی اس کے تلفظ اور الفاظ کی ادائی کی طرف بہت کم دھیان دیتے ہیں۔ نحوی ڈھانچے کے ساتھ ساتھ صوتی نظام جڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ صوت شناسی ہی کسی زبان کے معیار اور پہچان کو متعارف کراتی ہے۔ بقول خلیل صدیقی اردو کے صوتی نظام میں ان گنت آوازیں شامل ہیں لیکن جن آوازوں کا با آسانی ترجمہ ممکن ہے ان کی تعداد چھیاسٹھ (٦٦) ہے۔ بقول سہیل بخاری اردو میں دو قسم کی آوازیں ہیں (۱) سُر (۲) آسُر۔ سُر کو انگریزی میں واول اور آسُر کو انگریزی میں Consonant کہتے ہیں۔ صوتیات کو انگریزی میں Phonetics کہتے ہیں۔ وہ اعضا جو آواز پیدا کرنے میں مدو معاون ثابت ہوتے ہیں انھیں اعضائے تکلم کہا جاتا ہے ۔ ڈاکٹر اقتدار حسین اعضائے تکلم کی تعداد ۱۵ بتاتے ہیں ۔ اعضائے صوت یا اعضائے تکلم سے آواز کیسے پیدا ہوتی ہے اس پر بھی مباحث اس مضمون میں شامل ہیں۔

زبان کیا ہے؟ یہ کب سے ہے؟ انسان نے کب سے بولنا شروع کیا؟ یہ وہ سوال ہیں جو روزِ ازل سے جنم لے رہے ہیں۔ ہر دور کے ماہرین نے ان سوالوں کے خاطر خواہ جواب ڈھونڈنے اور اس علم میں اضافہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

زبان دراصل اللہ رب العزت کی خاص عطا ہے جس سے انسان اپنے احساسات، جذبات اور خیالات، دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ زبان دراصل آوازوں کے بامعنی مجموعے کو کہا جاتا ہے جو انسان اپنے منہ سے نکالتا ہے۔ البتہ یہ سوال آج بھی تحقیق طلب ہے کہ انسان قوتِ گویائی اپنے

ساتھ دنیا میں لایا یا دنیا میں آکر یہ سب کچھ سیکھا۔ اس سلسلے میں مختلف نظریات سائنسی و ادبی سطح پر موجود ہیں۔

انسان چونکہ سماجی حیوان ہے اس لیے اس معاشرے میں زندگی بسر کرنے اور اپنی تمام تر ضروریات پورا کرنے کے لیے دوسروں کی مدد کی ضرورت رہتی ہے۔ اس روز مرہ کی زندگی گزارنے اور دوسروں سے گفت گو کرنے کے لیے اسے ایک مخصوص زبان کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جو کہ ناگزیر ہے۔ زبان دراصل ایک اکتسابی عمل ہے یہ معاشرے میں سیکھی جاتی ہے۔ جس کی ابتدا گھر سے ہوتی ہے۔ مختلف ماہرین لسانیات نے زبان کی درج ذیل تعریفات بیان کی ہیں۔ بقول خلیل صدیقی: "زبان چند ایسی اکائیوں اور لفظی اشاروں کا مجموعہ ہے جو انسان کے منہ اور زبان سے مختلف کیفیات کے اظہار کے لیے ادا ہوتے ہیں۔"(۱)

اُردو کے معروف ادیب مولانا محمد حسین آزاد زبان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " زبان ہوائی سواریاں ہیں جن میں ہمارے خیالات سوار ہو کر دل سے نکلتے ہیں اور کانوں کے راستے اوروں کے دماغوں میں پہنچتے ہیں۔" (۲)

محمد حسین آزاد نے بہت خوب صورت انداز سے زبان کے متعلق گفت گو کی ہے۔ وہ الفاظ کو سواریوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔

اس بابت جان بیمز یوں گویا ہوئے ہیں:

> "زبان آوازوں کے ایسے مجموعے کا نام ہے، جسے انسان اپنا خیال دوسروں پر ظاہر کرنے کے لیے ارادتاً نکالتا ہے، اور ان آوازوں کے معنی تعین کر لیے جاتے ہیں۔"(۳)

درج بالا تعریفوں سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ زبان ایک منظم نظام ہے۔ جو اظہار خیال کا بہترین اور واحد ذریعہ ہے۔ اللہ رب العزت نے انسانی دماغ میں خیالات، جذبات، خواہشات و غیرہ ودیعت کیے ہیں۔ جن کی ادائی زبان سے ہوتی ہے۔ تاریخی حوالوں سے دیکھا جائے تو شروع شروع میں انسان اشاروں اور کنایوں سے اپنا اظہار خیال کرتا تھا۔ پھر یہ ترقی کرتا ہوا اشاروں سے الفاظ اور پھر تحریر تک پہنچ گیا۔ ماہرین زبان نے زبان کی تین صورتیں بیان کی ہیں۔

اشاراتی زبان

یہ زبان کے ارتقا کا ابتدائی مرحلہ ہے۔ زبان دراصل مخصوص اشاروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ابتدا میں انسان اشاروں میں ہی ایک دوسرے سے ہم کلام ہوتا اور اس مخصوص انداز سے بات سمجھاتا۔ اس زبان میں مخصوص امور سر انجام دینے کے لیے مخصوص اشارے استعمال ہوتے۔ یہ تمام تر اشارے آج بھی تقریباً ہماری گفت گو کا حصہ سمجھے جاتے ہیں۔ اور انہیں ادا کیا جاتا ہے۔

تکلمی زبان

زبان کی دوسری اور اہم صورت ہے۔ اس میں انسان منہ سے مخصوص آوازیں نکالتا ہے۔ اور انہی تکلمی آوازوں سے وہ اپنی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ ان آوازوں کے ادا کرنے اور انہیں سمجھنے میں حواس خمسہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہاں یہ نقطہ ضروری ہے کہ تکلمی آوازوں کے لیے دوسرے سامع کی قوتِ سماعت درست ہو۔ ورنہ زبان کی قسم لایعنی سمجھی جائے گی۔

تحریری زبان

زبان کے ارتقاء میں تحریری زبان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تحریر کو زبان کی بنیادی اکائی سمجھا جاتا ہے۔ تحریر کسی بھی زبان کا حسن ہوتی ہے۔ یہ تحریری زبان سے ہی رسم الخط کی طرح ڈالی گئی۔ اس س زبان کے حروفِ تہجی وجود میں آئے۔ اور آوازوں کو لفظوں کا جامہ پہنایا گیا۔ آوازوں کو تحریری شکل میں آنے سے یہ فائدہ بھی ہوا کہ انسان کو اپنے خیالات و مشاہدات محفوظ کرنے کا موقع ملا۔ اور یہ سرمایہ ادبی شکل میں نسل در نسل منتقل ہونے لگا۔ تحریر کی وجہ سے کتابیں وجود میں آئیں، اور زبان کو وسعت اختیار کرنے کا موقع ملا۔ بلا شبہ تحریری زبان سے ہی زبان کا وجود بر قرار رہتا ہے، پھلتی پھولتی اور محفوظ رہتی ہے۔

زبان اور بولی

زبان ایک ارتقائی عمل ہے۔ اگر اس کا ارتقاء رک جائے تو وہ زبان مردہ ہو جائے۔ اگرچہ یہ بات عیاں ہے کہ دنیا کی ہر زبان مخلوط ہے۔ جو مختلف علاقائی اور مقامی بولیوں سے وجود میں آتی ہے۔ زبان کا دائرہ بولی کی نسبت وسیع ہوتا ہے۔ ایک ملک میں کئی بولیاں ہو سکتی ہیں۔ لیکن وہاں کی زبان فقط ایک ہو گی۔ جو کہ اس کی پہچان ہو سکتی ہے۔ یہ بتانا ضروری ہے کہ بولی ایک جز ہوتی ہے، جب کہ زبان کُل۔ بولی علاقائی تغیر اور اثرات سے وجود میں آتی ہے۔ لیکن اس میں تبدیلیاں بتدریج پیدا ہوتی ہیں۔

لسانیات کیا ہے؟

لسانیات عربی زبان کے دو الفاظ "لسان" اور "یات" کا مرکب ہے جس کا مطلب بالترتیب "زبان" اور "مطالعہ" ہے۔ اس کا لفظی مطلب "زبان کا مطالعہ" ہے، اس مطلب کو اگر سامنے رکھا جائے تو اس کے دو مفہوم واضح ہوتے ہیں یعنی زبان کا مطالعہ دو طریقوں سے کیا جا سکتا ہے:

ا۔ زبان کا تاریخی مطالعہ

۲۔ زبان کا موجودہ مطالعہ

ماہرین لسانیات نے اس سلسلے میں زبان کے دو طرح کے مطالعے کا ذکر کیا ہے، اس بابت ڈاکٹر فوزیہ اسلم رقم طراز ہیں کہ:

> "زبان کے علوم دو طرح کے ہیں: علم اللسان(Philology) اور لسانیات (Linguistics)۔ علم اللسان زبان کا ماضی ہے تو لسانیات زبان کا حال، علم اللسان زبان کے ساتھ ادب کا بھی مطالعہ کرتا ہے اس لیے نسبتاً وسیع تر اصطلاح ہے، جب کہ لسانیات فقط زبان ہی کو اپنا موضوع بناتی ہے۔" (۴)

مشاہدہ فرمائیے مختلف ماہرین زبان کے افکار کی روشنی میں

لسانیات کی تعریفیں

سید محی الدین قادری زور کے بقول: "لسانیات اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے زبان کی ماہیت، تشکیل، ارتقاء، زندگی اور موت سے متعلق آگاہی حاصل ہوتی ہے۔" (۵)

ڈاکٹر محمد حسین کا کہنا ہے: " زبان کے سائنسی مطالعے کا نام لسانیات ہے۔" (٦)

لسانیات میں زبان کی ساخت و پرداخت، تشکیل، تدریجی ارتقاء، الفاظ کی بناوٹ، کلام کے اجزاء اور ان کی ابتداء کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس بابت ڈاکٹر حامد اللہ ندوی یوں گویا ہیں: "زبان کے مختلف پہلوؤں کا فنی مطالعہ لسانیات کہلاتا ہے۔"(۷)

زبان کا یہ فنی مطالعہ دو زمانی بھی ہو سکتا ہے اور ایک زمانی بھی۔ دو زمانی مطالعے کی حیثیت تاریخی ہوتی ہے، جس میں کسی زبان کی عہد بہ عہد ترقی یا مختلف ادوار میں اس کی نشوونما کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور ایک زمانی مطالعے کی حیثیت توضیحی ہوتی ہے۔ جس میں ایک خاص وقت یا خاص جگہ میں ایک

زبان جس طرح بولی جاتی ہے اُس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر گیان چند کی رائے ڈاکٹر محمد حسن کے قریب تر ہے: " لسانیات زبان کے سائنسی مطالعے کا نام ہے۔" (۸)

لسانیات کے موضوع پر خامہ فرسائی کرنے والے علماء میں سب سے جُدا کام ڈیوڈ کرسٹل نے کیا، ان کی اس موضوع پر مختصر مگر جامع کتاب "لسانیات کیا ہے" بہت اہمیت کی حامل ہے۔ انہوں نے اس میں تین اہم ترین موضوعات پر لکھا ہے۔ لسانیات کیا نہیں ہے؟ لسانیات کیا ہے؟ اور لسانیات کے فوائد۔ ان موضوعات کی روشنی میں ڈیوڈ کرسٹل نے دلائل وبراہین سے ثابت کیا ہے کہ کون کون سے موضوعات لسانیات میں شامل ہوتے ہیں اور کون سے موضوعات اس سے خارج ہوتے ہیں۔ کن چیزون کو ہم لسانیات کے زمرے میں لاسکتے ہیں اور کن موضوعات کو درخورِ اعتناء نہیں سمجھا جاسکتا۔

ڈیوڈ کرسٹل کے نزدیک لسانیات کیا ہے۔ "لسانیات کا علم سائن ٹی فک طریقے سے زبان کا مطالعہ کرتا ہے۔"(۹)

لسانیات اگرچہ نئی اصطلاح ہے، لیکن اس کی مبادیات ومباحث نئے نہیں ہیں، بلاشبہ اس علم نے باقاعدہ مضمون کی شکل بہت بعد میں اختیار کی۔ ایف۔ سی۔ باکٹ۔ لسانیات کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "زبان کے بارے میں منظم علوم کو لسانیات کہا جاتا ہے۔" (۱۰)

بلاشبہ لسانیات زبان کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرتی ہے۔ یہ مطالعہ ایک زمانی بھی ہو سکتا ہے اور دو زمانی وتاریخی بھی۔ لسانیات زبان کی عہد بہ عہد نشوونما اورنشیب وفراز کو بھی زیر بحث لاتی ہے۔ اب ہم جائزہ لیتے ہیں لسانیات کی سب سے اہم شاخ صوتیات کا:

صوتیات کا اجمالی جائزہ

زبان خالقِ کائنات کی نعمتِ عظمیٰ ہے۔ یہ اظہار کا ذریعہ ہے۔ صوتیات وہ علم ہے جو ہمیں زبان کی آوازوں اور ان کی جان کاری میں نہ صرف مدد فراہم کرتا ہے، بلکہ اس کے لیے اصول بھی مرتب کرتا ہے۔ صوتیات میں زبان کی آوازوں کی درجہ بندی بھی کی جاتی ہے۔ صوتیات لسانیات کی اہم شاخ ہے۔ بعض علمائے لسانیات کے بقول صوتیات کے بغیر لسانیات ناکافی ہے۔ صوتیات کا کام زبان کی آوازوں کو دریافت کرنا، اس کو صحیح رسم الخط فراہم کرنا، جن زبانوں کے پاس رسم الخط نہیں ہے انہیں رسم الخط فراہم کرنا اور الفاظ کی درست ادائیگی میں معاونت ہے۔ ہر زبان میں عہد کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں رونماہوتی رہتی ہیں۔ کچھ الفاظ متروک ہوتے ہیں، کچھ کا املا بدل جاتا ہے اور کچھ قواعد واصول

بھی بدلتے رہتے ہیں۔ صوتیات کسی بھی زبان کا منظم علامتی اور تصوراتی نظام ہوتا ہے۔ انسانی ذہن بے شمار آوازیں پیدا کرنے کی خُداداد صلاحیت رکھتا ہے۔ انسانی منہ سے اَن گنت آوازیں نکلتی ہیں لیکن صوتیات میں صرف بامعنی آوازوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ زمان ومکان کے حالات کے مطابق زبان میں پایا جانے والا تغیر و تبدل اس کی صوتی ہیئت میں بھی تبدیلیاں لاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

صوتیات کی تعریف

بقول پروفیسر اقتدار حسین: ’’زبان کی آوازوں کے سائنٹفک یا منظم طور سے مطالعے کو صوتیات کہتے ہیں۔‘‘(۱۱)

جیسا کہ لسانیات ایک سائنس ہے، اسی طرح صوتیات بھی ایک سائنس ہے۔ ڈاکٹر اقتدار حسین نے اسے زبان کے سائنیٹفک مطالعے سے تعبیر کیا ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ماہر صوتیات ایسا سائنس دان ہوتا ہے جو زبان کی تمام آوازوں کو سمجھنے، ان میں فرق کرنے اور ان کا تجربہ کرنے کی باقاعدہ تربیت حاصل کر چکا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اقتدار حسین صوتیات کے متعلق ایک اور جگہ رقمطراز ہیں:
’’صوتیات، زبان کی آوازوں اور ان کے مخارج کا مطالعہ کرتی ہے۔‘‘ (۱۲)

درج بالا گفتگو سے ہم صوتیات کی زبان کے مختلف شعبوں میں اہمیت کا اندازہ لگاسکتے ہیں کہ صوتیات کسی زبان کی ترقی اور بڑھوتری میں کتنی اہمیت کی حامل ہو سکتی ہے۔ ڈیوڈ کرسٹل اپنی تصنیف ’’لسانیات کیا ہے‘‘ میں صوتیات کی یوں تعریف بیان کرتے ہیں: ’’صوتیات میں الفاظ کی بنیادی متکلم آوازوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔‘‘ (۱۳)

خلیل صدیقی کے بقول:

’’صوتیات، تکلمی آوازوں یا اصوات کے سائنسی مطالعے کا نام ہے۔ اس کے مستنبط اور منضبط اصولوں کا اطلاق تمام زبانوں پر کیا جاتا ہے۔‘‘ (۱۴)

ڈاکٹر محبوب عالم کے بقول:

> ’’علم لسانیات میں صرف آوازوں پر مبنی اظہارِ خیال یعنی لسانی علامتوں یا بولی ہی کو موضوع بنایا جاتا ہے۔ جس کے لیے ہم مجازِ مرسل کے طور پر زبان کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔‘‘ (۱۵)

درج بالا صوتیات کی تعریفات کا جائزہ لینے کے بعد یہ پوزیشن سامنے آتی ہے کہ کسی بھی زبان کو سمجھنے اور اس کی آوازوں کو جاننے اور بولنے کے لیے صوتیات بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔

صوتیات کی اہمیت وافادیت

یہ ایک وسیع موضوع ہے۔ کسی بھی نئی زبان کو سیکھنے سے قبل آوازوں کے مسئلے سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ کسی بھی زبان کو الفاظ کا تحصیل سمجھنا بے وقوفی ہے۔ کسی زبان کو جاننے کے لیے اس زبان کے فقط الفاظ سیکھ لینا کافی نہیں ہے۔

لغت تو الفاظ کا ایک قید خانہ ہے۔ لہٰذا کسی زبان کو سیکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے مکمل لسانی ڈھانچے کو سمجھا جائے۔ اس سلسلے میں صوتیات کا سہارا لینا ضروری ہوتا ہے۔ نئی زبان کی آوازوں کے مخارج، اصول اور ادائیگی ایک تربیت یافتہ ماہر صوتیات ہی رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

جوفِ دہن سے پیدا ہونے والی آواز کی درجہ بندی درج ذیل عنوانات کے تحت کی جاسکتی ہے۔

ا۔ بندشی: بندشی آوازیں وہ مصمتے ہیں جن کی تلفیظ میں صوتی نطقہ مکمل طور پر بند ہو جاتا ہے۔ سانس ایک لمحے کے لیے ذرا سے حصے کی رُکتی ہے۔ بندشی آوازیں درج ذیل ہیں:

ب، پ، ت، ٹ، ڈ، ک، گ

مثالیں: ہل، بل، تل، دل، گال، ڈال وغیرہ

۲۔ صفیری: صفیر کے لفظی معانی ہیں سیٹی۔ صفیری آوازوں میں سیٹی یا سرسراہٹ سے مشابہ آوازیں سنائی دیتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

ش، ژ، خ، غ

مثالیں: فہم، وہم، خول، غول

۳۔ پہلوی: اس سلسلے میں سانس زبان کے دونوں پہلوؤں سے ہو کر گزرتی ہے۔ مثلاً:

ل، لھ

مثالیں: کال، گال وغیرہ

۴۔ تھپک دار: ہوا کے گزرنے سے منہ کا اندرونی لچک دار حصہ اگر مُرتعش ہو اُٹھے تو وہ ارتعاشی آواز پیدا ہوتی ہے۔ یہ ارتعاش اگر مختصر اور ہوا کے گزرنے سے صرف ایک بار ہو تو آوازیں تھپک دار کہلاتی ہیں۔ یہ آوازیں درج ذیل ہیں:

ر،ڑ

مثالیں: آر، آڑ، یار، تاڑ وغیرہ

۵۔مصوتے: آخری قسم کی آوزیں ہیں۔ ان کی ادائیگی کے وقت منہ کا راستہ نسبتاً کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن جوفِ دہن میں اعضائے تکلم کو حرکت دے کر یہ آوازیں پیدا کی جاتی ہیں۔ یہ آوازیں درج ذیل ہیں:

اَ، آ، ای، اے، او

مثالیں: آیا، آؤ وغیرہ

صوتیات کے علم کی جان کاری نہ صرف ایک بہترین فنکار پیدا کر سکتی ہے بلکہ اردو زبان کے اساتذہ کے لیے بھی بہترین معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ غیر ملکی افراد جو زبان سیکھنے کے خواہاں ہیں ان کے لیے صوتیات بہترین راہ نما کا کام سر انجام دے سکتی ہے۔ اسی سے غیر ملکیوں میں زبان سیکھنے کی دلچسپی پیدا ہو گی۔

زبان صرف آوازوں کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ منظم آوازوں کا بہترین صوتی نظام ہے۔ اردو زبان کی بنیادی آوازوں کے حوالے سے ڈاکٹر سہیل بخاری لکھتے ہیں کہ:

> "اردو زبان میں دو قسم کی آوازیں ہیں۔ سُر، اسُر۔ سُر کو انگریزی میں Vowel کہتے ہیں۔ سنسکرت میں سُور، عربی میں حروفِ علت، جب کہ اسُر جسے انگریزی میں Consonant، سنسکرت میں وینجن، عربی میں حروفِ صحیح کہتے ہیں۔ زبان میں اَسُر کو وہی اہمیت حاصل ہے جو جسم میں ہڈی کو۔ زبان کے اسر اس وقت تک ساکن رہتے ہیں جب تک انہیں متحرک نہیں کیا جاتا۔ زبان کے اسروں کو سُر اچھی طرح حرکت دیتے ہیں اور باہم جوڑتے ہیں جس طرح جسم کی ہڈیوں کو ٹونجڑے باہم ملاتے اور ہلاتے ہیں۔" (۱۶)

اکثر لوگ صوتیات سے اجنبی نظر آتے ہیں لیکن اگر وہ اس کی اہمیت کو عمیق نگاہ سے دیکھیں تو بلاشبہ یہ زبان میں کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔ اس سے زبان کی پہچان ہوتی ہے۔ زبان کے وجود کو تقویت ملتی ہے۔ زبان مزید پھلتی پھولتی ہے۔ لہٰذا صوتیات ہی وہ بنیادی عنصر ہے جو زبان کو صحیح انداز

میں متعارف کراتا ہے۔ زبان کا حُسن اس کے بہترین اندازِ بیان میں ہوتا ہے۔ صوت جتنا منظم ہو گا زبان اتنی ترقی یافتہ شکل اختیار کرتی جائے گی۔ لہٰذا اس بات سے شناسائی ضروری ہے۔

آج ہمارے وہ نوجوان جو یورپ میں کام کے سلسلے میں جاتے ہیں وہ لوگ جہاں انگریزی زبان سیکھتے ہیں وہاں اس لب و لہجے میں بات کرنے کی بھی صحیح تربیت حاصل کرتے ہیں، کس لفظ کو کس طرح ادا کرنا ہے، کس کی ادائیگی کے وقت زبان کا اتار چڑھاؤ کیا ہونا ہے۔ الغرض اگر ایک دوسرے ملک کی زبان کو سیکھنے کے لیے اتنی تگ و دو ضروری ہے تو اپنی زبان کے لیے کیوں نہیں؟ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اردو صوت شناسی کی طرف دھیان دیا جائے اور اس کے مستند اصول کم از کم سکول لیول کے طالب علم کی جان کاری کے لیے ہونے چاہئیں، تا کہ وہ ابتدائی عمر میں ہی ان اصولوں کو سیکھ کر اردو صحیح طرز سے بول سکے اور آگے بھی تعلیم دے سکے۔

آج تک ہمارے ملک میں مادری اور ثانوی یا ملکی زبان کی بحث منطقی انجام تک نہیں پہنچ سکی۔ آج بھی ہمارا اردو زبان کا طالب علم یہ واضح نہیں کر سکا کہ ہماری مادری زبان کون سی ہے؟ ماں بولی یا مادرِ وطن کی زبان؟

جب ہم اس بحث سے نکل کر یہ جان لیتے ہیں کہ مادری زبان سے مراد مادرِ وطن کی زبان ہے تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہماری مادری زبان اردو ہے۔ اب مادری زبان کے ساتھ سوتیلی زبان جیسا سلوک کرنا شاید وفاداری نہیں ہو سکتا، لہٰذا اردو کو صرف سمجھ کر بول لینا کافی نہیں ہوتا، بلکہ اس کے تلفظ کی صحیح ادائیگی اور اس کی مکمل صوت شناسی بہت ضروری ہے۔

زبان کو الفاظ کا کھیل سمجھنا بھی عقل مندی نہیں یا یہ سمجھنا کہ کسی زبان کو سیکھنے کے لیے اس کے ذخیرۂ الفاظ کو یاد کر لیا جائے اور سمجھا جائے اب اس زبان پر عبور حاصل ہو گیا تو یہ خام خیالی ہے۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو پھر ہر شخص دوسری زبان کی لغات سے الفاظ یاد کر کے اُس زبان میں دسترس حاصل کر لیتا۔ میرے خیال میں تو لغت الفاظ کا قید خانہ ہے۔ خود کو اُس تک محدود کر لینا بھی راہِ راست نہیں، کیوں کہ ضروری نہیں کہ ایک لفظ ہر موقع پر ایک ہی معانی و مطالب کے لیے استعمال ہو، پھر وقت کے ساتھ ساتھ الفاظ متروک بھی ہوتے ہیں۔ نئے وجود بھی آتے ہیں۔ دوسری زبانوں سے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ رقم طراز ہیں کہ:

> ''ہر زندہ زبان کے دس فی صدی الفاظ متروک ہو جاتے ہیں اور نئے اس میں شامل ہو جاتے ہیں اور نئے اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس زبان کا صوتی ونحوی ڈھانچہ صدیاں گزرنے کے باوجود جوں کا توں رہتا ہے۔ اس میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں ہوتی، چنانچہ اصل چیز زبان کا صوتی نظام اور اس کا صرفی ونحوی ڈھانچہ ہے۔''(۱۷)

ڈاکٹر گوپی چند کے درج بالا بیان پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ کسی زبان میں صوتیات کی اہمیت کتنی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے بقول کہ زبان کی صوت صدیاں گزرنے کے باوجود بھی نہیں بدلتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زبان کے نحوی ڈھانچے کے ساتھ ساتھ صوتی نظام بھی جڑ کی حیثیت رکھتا ہے، یعنی اگر یہ کہا جائے کہ صوت شناسی کسی بھی زبان کے معیار اور پہچان کو متعارف کراتی ہے تو یہ بے جا نہ ہو گا۔

صوتیات ہی وہ علم ہے جس کے ذریعے نئی زبان سیکھنے والا طالب علم زیادہ مشکل کا سامنا کرتا ہے۔ اس کے لیے مشکل مرحلہ زبان شناسی نہیں بلکہ صوت شناسی ہے۔ جو کہ زبان کا حقیقی حسن ہے۔ وہ طالب علم جو اپنی مادری زبان میں تو صوتی مہارت رکھتا ہے لیکن جب اس کا سابقہ ایک نئی زبان سے پڑتا ہے تو وہ اس کی آوازوں کی ادائیگی میں دقتوں اور پیچیدگیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، کیوں کہ نئی صوتی عادتیں ڈالنا بہت مشکل امر ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے زبان کی صوتیات کے آسان اصول وضع کرنا اور انہیں ایک عام قاری تک پہنچانا ایک مشکل مرحلہ ضرور ہے مگر ناگزیر بھی ہے۔

صوتیات میں صرف ان انسانی آوازوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو اعضائے تکلم کے ذریعے ادا کی جاتی ہیں اور ان سے اپنا مدعا بیان کیا جاتا ہے۔ اعضائے تکلم کو اعضائے صوت بھی کہا جاتا ہے اور ان سے مراد وہ اعضاء ہیں جو آواز کی ادائیگی میں ممکنہ حد تک استعمال ہوتے ہیں۔ جن کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا۔ کون سی آواز کیسے نکالنی ہے۔ زبان کہاں رگڑ کھائے گی؟ کہاں ہوا کے اخراج سے لفظ خارج ہو گا اور کہاں لفظ ناک کے راستے سے ادا ہو گا۔ یہ سب درجہ بندی صوتیات کے علم سے ممکن ہے۔

اردو کے صوتی نظام میں لاتعداد آوازیں ہیں ان میں کچھ ہیں جن کا ترجمہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے، مطلب ان آوازوں کے لیے کچھ علامتیں وضع کی جا سکتی ہیں اور علمائے صوتیات نے بہت سی علامتیں وضع کی بھی ہیں۔ اس سلسلے میں خلیل صدیقی لکھتے ہیں:

"اردو کے صوتی نظام میں اَن گنت آوازیں شامل ہیں۔ لیکن جن آوازوں کا با آسانی ترجمہ ممکن ہے ان کی تعداد چھیاسٹھ (۶۶) ہے اس تعداد میں وہ آوازیں بھی شامل ہیں جو لسانی ماحول سے متاثر ہو کر اپنے میں لائی ہوئی اہم تبدیلیوں کی بناء پر پہنچائی گئی ہیں۔" (۱۸)

صوتیات میں بولی جانے والی آوازوں کے دو اہم حصے مصوتے اور مصمتے کہلاتے ہیں۔ ان مصوتوں اور مصمتوں کو مختلف ماہرین صوتیات نے مختلف ناموں سے تعبیر کیا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سہیل بخاری یوں بیان کرتے ہیں:

"اردو میں دو قسم کی آوازیں ہیں: (۱) سُر (۲) آسُر، سُر کو انگریزی میں Vowel، سنسکرت میں سُور، عربی میں حروفِ علت کہتے ہیں اور آسُر کو Consonant، انگریزی، سنسکرت میں ویجن، عربی میں حروفِ صحیح کہا جاتا ہے۔" (۱۹)

بعض اوقات آوازیں زمان و مکان کے مطابق بھی بدلتی ہیں اور یہ تبدیلی کسی قانون یا قاعدے کے مطابق نہیں ہوتی، بلکہ خود بخود بدلتی رہتی ہیں۔ ان آوازوں کا بدلنا ماہرینِ لسانیات کے نزدیک فطری ارتقاء کی وجہ سے ہے۔ اس زمان و مکان کے ساتھ آوازوں کا بدلنا صوتی تشکیل اور تغیر و تبدل ہو سکتا ہے۔

صوتیات اور فونیمیات کا بنیادی فرق

عام طور پر صوتیات اور فونیمیات کو ایک ہی علم تصور کیا جاتا ہے۔ ایک معمولی سا فرق ہے اور وہ معمولی فرق دونوں کے درمیان حدِ فاصل قائم کر دیتا ہے۔

صوتیات کو انگریزی زبان میں (Phonetics) جب کہ فونیم کو (Phonemics) ہی کہا جاتا ہے۔ صوتیات میں صرف آوازوں کا ہی مطالعہ کیا جاتا ہے جو کہ کسی ایک زبان تک محدود نہیں وہ کسی بھی زبان کے مجوزہ اصولوں کا مطالعہ ہو سکتا ہے۔ جب ہم کسی مخصوص زبان کی آوازوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ فونیم کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب ہم اردو زبان کے مصوتی نظام یا جرمن زبان کے مصمتی نظام کی بات کریں گے تو گویا ہم فونیمیاتی اقوال کی بات کر رہے ہیں اور اگر ہم عمومی طور پر بات کریں کہ مصمتہ کیا ہوتا ہے، مصمتہ کسے کہتے ہیں تو گویا ہم صوتیات کے حوالے سے بات کر رہے ہیں لیکن اگر کسی زبان کا مکمل تجزیہ کرنا مقصود ہو تو ہم ان دونوں یعنی صوتیات اور فونیمیات کو عمل میں لاتے ہیں۔

دونوں لازم وملزوم بن جاتے ہیں، زبان ان دونوں کے اصولوں سے ہی اپنا صوتی نظام مکمل کر پاتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک بات بہت اہم ہے کہ فونیمیاتی اجزاء کو دو ترچھی لکیروں (/ /) سے ظاہر کیا جاتا ہے مثلاً /e/ اس کا تفصیلی جائزہ فصل سوم اور چہارم میں لیا جائے گا۔ صوتیات اور فونیمیات کے فرق کو ہم مزید درج ذیل پہلوؤں کے تحت دیکھ سکتے ہیں:

صوتیات	فونیمیات
1۔ صوتیات میں کسی زبان میں پیدا ہونے والی آوازوں کے تلفظی طریقہ کار اور ان کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔	فونیمیات میں کسی بھی زبان کی اہم آوازوں کو معلوم کرنے کے مجوزہ اصولوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔
2۔ صوتیات میں جن آوازوں کے تلفظی طریقہ کار اور ان کی درجہ بندی کا مطالعہ کیا جاتا ہے وہ کسی بھی زبان سے ہو سکتے ہیں۔	اس کے بر عکس فونیمیات کسی خاص زبان کی آوازوں یا فونیم معلوم کرنے کا جائزہ لیا جاتا ہے۔
3۔ صوتیات جن آوازوں کا مطالعہ کرتی ہے، وہ لا محدود ہوتی ہیں۔	فونیمیات میں مطالعہ کی گئی آوازوں کا دائرہ کار محدود ہوتا ہے۔ جو عام طور پر 10 سے 60 تک ہو سکتی ہیں۔
4۔ صوتیات میں ادا ہونے والی آوازوں کو تحریری میں ظاہر کرنے کے لیے مربع قوسین[ ]کا استعمال کیا جاتا ہے۔	فونیمیات میں ان آوازوں کو تحریر میں لکھنے کے لیے قوسین / / استعمال ہوتی ہیں۔

اعضائے تکلم

اعضائے تکلم وہ تمام اعضاء ہیں جو آواز کے پیدا کرنے میں مدد و معاون ہوتے ہیں۔ اعضائے تکلم کو عضویاتِ صوت یا اعضائے نطق بھی کہا جاتا ہے۔ پھیپھڑوں سے لے کر ہونٹوں تک انسانی جسم کے مختلف اعضاء ہیں جو ہوا کی رکاوٹ یا رگڑ کے ذریعے آواز پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، ان اعضاء کے بغیر آواز پیدا کرنا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اعضاء کو غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔

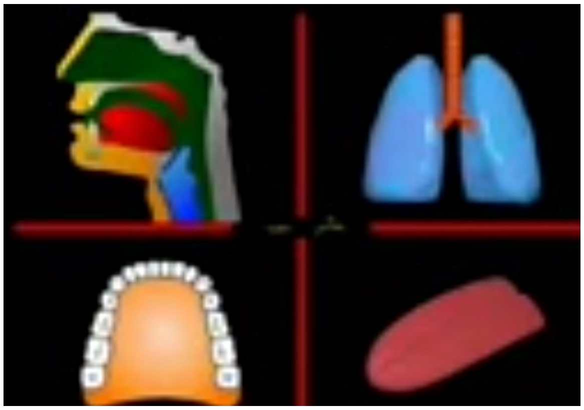

علمائے صوتیات نے اعضاء کے بارے میں مختلف انداز سے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔
ڈاکٹر اقتدار حسین نے ان کی تعداد پندرہ بتائی ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ہونٹ	۲۔مسوڑھے	۳۔بانسہ	۴۔انفی جوف
۵۔سخت تالو	۶۔نرم تالو	۷۔لہات (کوا)	۸۔حلقوم
۹۔زبان	۱۰۔دانت	۱۱۔ حلق پوش	۱۲۔غذا کی نالی
۱۳۔حنجرہ	۱۴۔صوت تانت	۱۵۔سانس کی نالی۔(۲۰)	

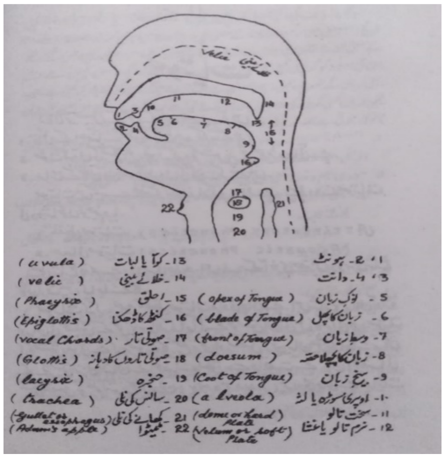

جب کہ اس کے بر عکس 'شمشاد زیدی'' نے اعضائے صوت کی تعداد آٹھ بنائی ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

''۱۔بالائی لب	۲۔ نچلا لب	۳۔بالائی دندان	۴۔ نچلے دندان

۵۔ زبان　　۶۔ تالو　　۷۔ لہات　۹۔ حلقوم۔"(۲۱)

خلیل صدیقی نے ان اعضاء کی تعداد تیرہ لکھی ہے:

"ا۔ ہونٹ　　۲۔ دانت　　۳۔ اوپری مسوڑے

۴۔ سخت تالو　　۵۔ نرم تالو　　۶۔ لہات

۷۔ لسانی پھل (بلیڈ)　　۸۔ زبان کا اگلا حصہ　　۹۔ زبان کی جڑ

۱۰۔ حلقوم　　۱۱۔ لسانی المزمار　　۱۲۔ صوتی لب

۱۳۔ نوکِ زبان۔" (۲۲)

ماہر لسانیات وصوتیات ڈاکٹر گیان چند نے ان تمام اعضاء کو تفصیلاً بیان کیا ہے، انہوں نے ان اعضاء کی تعداد بائیس لکھی ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

"ا۔ نچلا ہونٹ　　۲۔ اوپری ہونٹ　　۳۔ نچلے دانت

۴۔ اوپری دانت　　۵۔ نوک زبان　　۶۔ زبان کا پھل

۷۔ وسط زبان　　۸۔ زبان کا پچھلا حصہ　۹۔ بیخ زبان

۱۰۔ اوپری مسوڑہ　　۱۱۔ سخت تالو　　۱۲۔ نرم تالو

۱۳۔ کوایا لہات　　۱۴۔ خلائے بینی　　۱۵۔ حلق

۱۶۔ کنٹھ کا ڈھکنا　　۱۷۔ صوتی تار　　۱۸۔ صوتی تاروں کا دہانہ

۱۹۔ حنجرہ　　۲۰۔ سانس کی نالی　　۲۱۔ کھانے کی نالی

۲۲۔ ٹیٹوا۔" (۲۳)

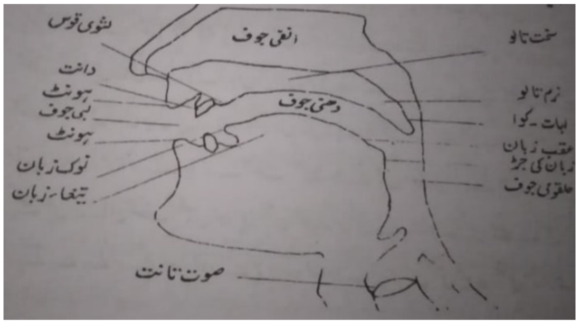

اس بابت ڈاکٹر محبوب عالم نے لکھا ہے کہ اعضائے نطق کی کل تعداد بیس ہے۔ انہوں نے خوب صورت تصاویر کے ساتھ ہر عضو کی تفصیل بھی بیان کہ ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

”۱۔ انفی کوزہ	۲۔ حنکی محراب	۳۔ غشائی محراب
۴۔ نتھنا	۵۔ دندان (بالائی)	۶۔ لب (بالائی)
۷۔ انفی جوف	۸۔ نوکِ زبان	۹۔ لب (زیریں)
۱۰۔ دندان (زیریں)	۱۱۔ وسطِ زبان	۱۲۔ لثہ
۱۳۔ پشت زبان	۱۴۔ لہات	۱۵۔ حلقوم
۱۶۔ حلق پوش	۱۷۔ حنجرہ	۱۸۔ نرخرہ
۱۹۔ صوتی پردے۔“ (۲۴)		

ہوا جب پھیپھڑوں سے نکلتی ہے تو منہ تک مختلف اعضاء سے رگڑ کھاتی ہوئی آواز پیدا کرتی ہے۔ بلاشبہ پھیپھڑوں سے ہونٹوں تک تمام اعضاء بالواسطہ یا بلا واسطہ آواز کے پیدا کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ گفتگو کرنے سے قبل دماغ کسی خیال کو جنم دیتا ہے۔ پھر وہی خیال الفاظ کے پیکر میں ڈھل کر اعضائے تکلم تک منتقل ہوتا ہے۔ اس طرح اعضائے تکلم میں ارتعاش پیدا ہوتی ہے۔ آواز کی ادائیگی کے لیے ہوا کی ضرورت ہوتی ہے جو پھیپھڑوں سے حلق اور پھر حلق سے منہ یا ناک کے راستے سے باہر نکل جاتی ہے۔ اس دوران اگر ہوا کو روکا جائے یا ہوا رگڑ کھائے یا ہوا کے راستوں کو گھٹایا یا بڑھایا جائے تو اس عمل سے مختلف قسم کی آوازیں پیدا ہوتی ہیں، یہ آوازیں ایک خاص نظام کے تحت پیدا ہوتی اور کام کرتی ہیں۔

ہوا جب پھیپھڑوں سے نکلتی ہے تو یہ ہوا کی نالی میں داخل ہوتی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ آواز اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہوا پھیپھڑوں سے باہر نکلتی ہے۔ نہ کہ پھیپھڑوں میں داخل ہوتے وقت۔ سانس کی نالی کے آخر پر ایک بکس نما عضو ہوتا ہے جسے حنجرہ کہتے ہیں۔ جو ہوا پھیپھڑوں میں آتی ہے یا یہاں سے باہر جاتی ہے وہ حنجرہ سے گزر کر باہر جاتی ہے۔ حنجرہ میں دو تانت ہوتے ہیں جنہیں صوت تانت کہا جاتا ہے۔ صوت تانت دراصل دو پردے ہیں جن کی مدد سے ہوا کو باہر نکالنے یا داخل کرنے سے روکا جا سکتا ہے۔ جو آوازیں حنجرہ سے نکلتی ہیں ان تمام آوازوں کو حنجری آوازیں کہا جاتا ہے۔ جب صوت تانت بند ہو جاتے ہیں تو یہاں آواز پیدا ہوتی ہے۔ صوت تانت کو صوت لب بھی کہہ سکتے ہیں۔ صوت تانت آواز کو پیدا کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تمام

مسموع اور غیر مسموع آوازیں صوت تانت کی مدد سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب حلق کھلتا ہے تو صوتی تانت علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں۔

اصل صوت تانت کے ساتھ دو مصنوعی صوت تانت بھی ہوتے ہیں آواز نکلتے وقت اگر صوت تانت کپکپائیں تو مسموع آواز نکلتی ہے۔ جب کہ صوت تانت بغیر کپکپائے کوئی آواز نکالیں تو ان آوازوں کو غیر مسموع کہا جاتا ہے۔

فوق حلقی اعضائے صوت

حلق سے اوپر کے تمام اعضائے صوت کو فوق حلقی اعضائے صوت کہا جاتا ہے۔ یہاں سے ہوا کے خارج ہونے کے لیے دو راستے ہوتے ہیں اور ان دونوں راستوں کے موجود اعضاء آواز کے پیدا کرنے میں اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں۔ حلق سے اوپر سب سے پہلے حلقوم آتا ہے۔ جو کہ ایک جوف ہے۔ حلقوم وہ حصہ ہے جو حنجرہ کے اوپر ہے اور یہ انفی جوف سے متصل ہے۔ اس کا کام ہوا میں ارتعاش پیدا کرنا ہے۔ حلقوم کی مدد سے حلق سے آنے والی ہوا میں ارتعاش پیدا ہوتی ہے۔ حلقوم سے دو راستے جُڑے ہوتے ہیں جو راستہ منہ کی طرف کھلتا ہے اسے دہنی جوف اور جو راستہ ناک کی طرف کھلتا ہے اسے انفی جوف کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے اعضاء کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ انفی جوف:

جو ہوا ناک کے راستے سے گزرتی ہے تو وہاں پر موجود اعضاء مختلف طریقوں سے آواز پیدا کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں وہ اعضاء یہ ہیں:

۱۔ انفی جوف　　　۲۔ انفی حلقوم　　　۳۔ نرم تالو (اوپری)

۴۔ نرم تالو (نچلا)　　　۵۔ دہنی حلقوم

۲۔ دہنی جوف:

دہنی جوف وہ حصہ ہے جو حلقوم سے ہوا کو منہ کے راستے سے نکلنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ یہاں پر موجود تمام تر اعضاء آواز پیدا کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ ان اعضاء کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ لثوی قوس　　　۲۔ لہات کوا　　　۳۔ عقب زبان　　　۴۔ زبان کی جڑ

۵۔ حلقومی جوف　　　۶۔ تیغا زبان　　　۷۔ نوکِ زبان　　　۸۔ لبی جوف

۹۔ہونٹ ۱۰۔دانت

الغرض اعضائے صوت مختلف انداز سے آواز کے پیدا کرنے میں معجزاتی صلاحیت کے مالک ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان اعضاء کو کمال نظم عطا فرمایا ہے۔

صوتیات میں صرف وہ انسانی آوازیں شامل کی جاتی ہیں جو اعضائے صوت کے ذریعے اپنا مدعا بیان کرنے کی حامل ہوں۔

بلاشبہ انسان کے منہ سے ممکنہ تمام موٹی آوازیں دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ''س'' یہ آواز دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں شامل ہے۔ لیکن کچھ آوازیں ایسی ہیں جو دنیا کے کسی خطے میں بولی جاتی ہیں جن میں ت، پ، ر، ح اور خ کی آوازیں شامل ہیں لیکن اس سلسلے میں زبانوں کے خاندانوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ پھر ایک خاندان کی زبانوں میں مشترک حروف اور آوازوں کا مطالعہ یا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ آواز کی ادائی کے سلسلے میں پروفیسر سید محمد سلیم یوں لکھتے ہیں:

''ہر حرف کسی نہ کسی آواز کی نمائندگی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔'' (۲۵)

ان اعضائے تکلم سے لاتعداد آوازیں نکل سکتی ہیں۔ یہ خدائے بزرگ وبرتر کی عطا کردہ ایک بے مثال صلاحیت ہے کہ انسان ان اعضاء سے بے شمار آوازیں نکالنے کی مہارت رکھتا ہے لیکن اردو میں جن آوازوں کو زیر مطالعہ لایا جاتا ہے ان کی تعداد تقریباً چھیاسٹھ ہے۔ اس ضمن میں خلیل صدیقی کے بقول:

''اردو کے صوتی نظام میں جن آوازوں کا ترجمہ ممکن ہے اور جو لسانی ماحول سے متاثر ہو کر اپنے میں لائی ہوئی اہم تبدیلیوں کی بنا پر پہنچائی گئی ہیں، ان کی تعداد ٦٦ ہے۔''(۲٦)

اب ہم اعضائے صوت کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں اور ان کی کارکردگی پر نظر ڈالتے ہیں۔

حروف وکلمات کی ادائیگی انسان کے اعضائے تکلم سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ اعضاء درج ذیل ہیں:

ا۔ پھیپھڑے:

یہ دراصل دو حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ سینے کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ دراصل یہ سانس لینے کا عمل سرانجام دیتے ہیں۔ یہ ہوا کا ذخیرہ ہوتے ہیں۔

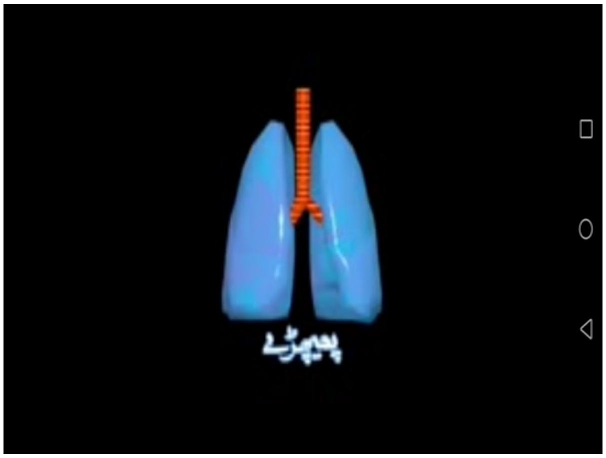

حلقوم یا نرخرہ:

حلقوم یا نرخرہ آواز کے پیدا کرنے میں پیچیدہ ترین عضو ہے۔ نرخرے کے اندر آواز کے تار موجود ہوتے ہیں جب ہوا یہاں سے گزرتی ہے تو تاروں میں ارتعاش پیدا ہوتی ہے۔ آواز کے یہ تار دراصل دو عضلاتی پردے ہیں۔ یہ بہت نازک اور باریک مگر کشادہ اور افقی صورت میں نرخرے کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ اس تصویر میں موجود آواز کے تاروں کا اچھی طرح مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

آواز کے تار کا کام یہ ہے کہ یہ الفاظ کی ادائیگی کے وقت مسلسل کھلتے اور بند ہوتے ہیں یا دوسری صورت میں جب ہوا پھیپھڑوں سے خارج ہوتی ہے تو نرخرے سے گزرتے وقت ان تاروں کو ارتعاش میں لاتی ہے۔ جس کی وجہ سے آواز پیدا ہوتی ہے۔

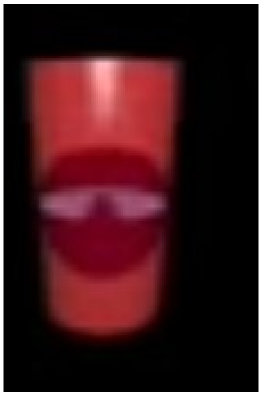

حلق:

یہ وہ خالی فضا ہے جس کا نچلا حصہ نرخرے سے شروع ہوتا ہے اور اوپری حصہ حلق کے کوے تک چلا جاتا ہے۔ حلق بہت سی آوازوں کے پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

حلق پوش:

یہ زبان کی شکل کا ایک چھوٹا سا والو (Valve) ہے جو حنجرے کے اوپر واقع ہوتا ہے۔ یہ چیزوں کو نکلنے سے روکتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ حلق پوش کسی تکلمی آواز کو ادا کرنے میں کوئی کردار ادا نہیں کرتا۔

زبان:

یہ گوشت کا ایک نرم عضو ہے جس میں حرکت اور ارتعاش کی معجزانہ صلاحیت موجود ہے۔ الفاظ کی ادائی، اتار چڑھاؤ اور تلفظ میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔

زبان کے مختلف حصے

زبان کا کونہ:

اسے عربی میں طرف اللسان کہتے ہیں۔زبان کا یہ حصہ مختلف قسم کی حرکتوں کے ذریعے الفاظ کی ادائیگی کا سبب بنتا ہے۔

زبان کا درمیانی حصہ:

اسے عربی میں وسط اللسان کہتے ہیں۔یہ حلق میں سخت تالو کو چھوتا ہے۔

زبان کا پچھلا حصہ:

یہ زبان کا سب سے پچھلا حصہ ہے۔ یہ حصہ نرم تالو کو چھوتا ہے۔ اس حصے کا آواز نکالنے میں اہم کردار ہے۔ یہ حصہ ہوا کو روکنے اور راستہ دینے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

لب:

ہونٹ الفاظ کی ادائیگی میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہونٹوں کی مختلف حرکات کے ذریعے بعض الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ الفاظ کو منظم اور لطیف کرنے میں بھی ہونٹوں کا اہم کردار ہے۔ ہونٹ ایک دوسرے سے چپک کر ہوا کو روکنے میں مدد فراہم کرتے ہیں اس کے علاوہ یہ ہوا کو رگڑ کے باہر نکالنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے سے مل کر گول ہو سکتے ہیں اور پھیل بھی جاتے ہیں۔

خیشوم:

ناک کے اوپر سانس کی نالی کو خیشوم کہتے ہیں۔ خیشوم کا ایک حصہ ناک کے سوراخ سے شروع ہوتا ہے اس کا دوسرا حصہ حلق سے ملتا ہے۔ ہوا خیشوم سے گزرتی ہے۔ یہاں سے ہوا کا گزرنا آواز کے پیدا ہونے کا سبب بنتا ہے۔

دانت:

کچھ آوازیں ایسی ہیں جن کی ادائی دانتوں کی مدد سے ممکن ہے۔ دانتوں کی حرکت سے آواز میں رکاوٹ وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ جس سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ اکثر آوازیں جو دانتوں سے متصل ہیں وہ نچلے ہونٹ اور اوپری دانتوں کی مدد سے نکالی جاتی ہیں۔

اس مقالہ کا ملخص یہ ہے کہ لسانیات ایک وسیع موضوع ہے۔ اس کے بغیر کسی بھی زبان کی تکمیل و ترقی ناممکن ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا کا ہر وہ شعبہ جہاں زبان کا عمل دخل ہے وہ لسانیات کا محتاج ہے۔ لسانیات کی ذیلی شاخوں میں صوتیات کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ صوتیات آوازوں کے مطالعہ، تجزیہ، ہیئت اور اس کے مخارج کو زیر بحث لاتی ہے۔ صوتیات کے بغیر زبان کا حسن نامکمل ہے۔ صوتیات زبان کے ترقی و ترویج میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تمام ترقی یافتہ زبانیں صوتیات کو مرکزی اہمیت دیتی ہیں۔ اعضائے صوت اس سلسلے میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ مختلف ماہرین نے مختلف اعضائے صوت بتائے ہیں۔ اعضائے صوت کی مدد سے ہی آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے صوتیات میں اعضائے صوت کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

نتائج

زبان ربط کی بنیادی اکائی ہے۔ زبان کی ترویج و اشاعت اور ترقی و معیار لسانیات کے ساتھ منسلک ہے۔ انسان کو اپنے خیالات و مشاہدات محفوظ کرنے کا موقع زبان کے توسط سے ہی ملا ہے۔ تحریری زبان سے ہی زبان کا وجود برقرار رہتا ہے۔ علم اللسان (لسانیات) اگرچہ نئی اصطلاح ہے لیکن اس کی مبادیات و مباحث نئے نہیں ہیں۔ صوتیات کسی بھی زبان کا منظم علامتی اور تصوراتی نظام ہوتا ہے۔ نئی زبان کی آوازوں کے مخارج، اصول اور ادائیگی ایک تربیت یافتہ ماہر صوتیات ہی مہیا کر سکتا ہے۔ صوتیات کے علم کی جان کاری اردو زبان کے اساتذہ کے لیے بہترین معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ غیر ملکی افراد جو اُردو

سیکھنے پر آمادہ ہوں اُن کے لیے صوتیات بہترین رہنما کا کام دے سکتی ہے۔ صوتیات اور فونیمیات لسانیات کی اہم شاخیں ہیں۔ اصوات کا وجود اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اعضائے اصوات (اعضائے تکلم) کے توسط سے ہی ممکن ہوتا ہے۔ مختلف قسم کی آوازیں مختلف اعضائے تکلم کے استعمال سے ہی ممکن ہو پاتی ہیں۔ یہ نظامِ اصوات قدرت کا بہترین شاہکار ہے اور لائقِ تحقیق ہے۔

سفارشات

اُردو زبان کی ترویج و اشاعت اور معیار کی ترقی کے لیے ضروری ہے:

I. لسانیات کے موضوع کو اردو کی نصابی کتب میں سکول سطح سے شروع کیا جائے۔

II. زبان کے نحوی نظام کے ساتھ ساتھ صوتی نظام کو بھی سکول کے اسباق میں شامل کیا جائے۔

III. اردو زبان کے اساتذہ اور طلبا کو انسانی اعضائے تکلم سے روشناس کرایا جائے۔

IV. اردو زبان کے طلبا اور اساتذہ کرام کو آوازوں کے مخارج اور درست تلفظ سے آگاہ کیا جائے اور ان کی اہمیت سے واقف کرایا جائے۔

V. نصاب ساز اداروں کو اردو صرف و نحو کی گرامر کتب میں اردو لسانیات، اردو صوتیات اور فونیمیات کے موضوعات کو شامل کرنا چاہیے۔

VI. اردو زبان و ادب کی درسی کتب کے آخر میں اردو لسانیات اور صوتیات کی بنیادی اصطلاحات اور اُن کے معانی و مطالب کو فرہنگ کے طور پر درج کیا جائے۔

VII. زبان اظہارِ خیال کا بہترین وسیلہ ہے۔ یہ عطیۂ خداوندی ہے اس کے مؤثر، مفید اور بھرپور استعمال کے لیے انسان کو اپنے خالق کا ہر وقت شکر گزار رہنا چاہیے اور جملہ اعضائے تکلم کو حُسنِ صوت کے تناظر میں مطلوبہ مہارت اور صلاحیت کے تحت استعمال کیا جائے۔

VIII. اساتذہ کے تربیتی اداروں میں اردو زبان کی تجربہ گاہیں (Langugae Laboratories) قائم کی جائیں جن میں صوتی نظام کے چارٹس ماڈلز اعضائے تکلم کے ماڈلز ڈسپلے کیے جائیں۔ اردو کے لسانیاتی اور صوتی نظام پر وہاں لیکچر ہال میں سیمینارز کا اہتمام کیا جائے۔

حواشی:

۱۔ خلیل صدیقی، زبان کیا ہے، بیکن بکس، گلگشت کالونی، ملتان، ۲۰۱۹ء ص ۱۱

۲۔ محمد حسین آزاد، سخن دانِ فارس، بک ٹال، لاہور، ۲۰۱۴ء، صفحہ 15

۳۔ جان بیمز، لسانیات، مترجم: ڈاکٹر عبدالرحمٰن، سٹی بک پوائنٹ، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۲۶

۴۔ فوزیہ اسلم، ڈاکٹر، بازیافت (رسالہ) جنوری تا جون ۲۰۱۷ء، شعبہ اردو اورنٹیل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، ۲۰۱۷ء ص ۴۶

۵۔ محی الدین قادری، زور، سید، ہندوستانی لسانیات، مکتبہ معین الادب، لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۵۵

۶۔ محمد حسین، ڈاکٹر اردو ریسرچ جنرل، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد جولائی، ستمبر ۲۰۱۷ء

۷۔ حامد اللہ ندوی، ڈاکٹر، اردو زبان کا تاریخی خاکہ، مشمولہ اردو تاریخ و مسائل (مرتب) سید روح الامین، گجرات عزت اکادمی (۲۰۰۷ء)، ص ۳۵

۸۔ گیان چند جین، عام لسانیات، بک ٹال، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۱۷

۹۔ ڈیوڈ کرسٹل، لسانیات کیا ہے؟ مترجم نصیر احمد خان، قومی نسل برائے فروغِ اردو، نئی دہلی، ۱۹۸۸ء، ص ۵۹

۱۰۔ F.C. Backet. A Coursein modern Linguistics 1958 میکلمن کمپنی، نیویارک، ص ۰۲

۱۱ اقتدار حسین، ڈاکٹر، صوتیات اور فونیمیات، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۴ء، ص ۱۱

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۲،۱۱

۱۳۔ ڈیوڈ کرسٹل، لسانیات کیا ہے؟ مترجم نصیر احمد خاں، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، نئی دہلی، ۱۹۸۸ء، ص ۲۴

۱۴۔ خلیل صدیقی، آواز شناسی، ملتان، بیکن بکس ۲۰۰۹ء، ص ۱۷

۱۵۔ محبوب عالم، ڈاکٹر، اردو کا صوتی نظام اور تقابلی مطالعہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۷ء، ص ۱۴

۱۶۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، اردو صوتی نظام اور تقابلی مطالعہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱ء، ص ۱۸۹

۱۷۔ گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو، آزاد کتاب گھر، کلاں محل، دلی نمبر ۰۴، ۱۹۶۴ء، ص ۱۲

۱۸۔ خلیل صدیقی، آواز شناسی، ملتان، بیکن بکس ۱۹۹۳ء، ص ۲۷۵

۱۹۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، اردو زبان کا صوتی نظام اور تقابلی مطالعہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱ء، ص ۱۹۸

۲۰۔ اقتدار حسین خان، صوتیات وفونیمیات، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، نئی دہلی ۱۹۹۴ء، ص ۱۹

۲۱ شمشاد زیدی، اردو زبان کا لسانی تجزیہ، سٹی بک پوائنٹ، کراچی، ۲۰۱۹ء، ص ۴۳

۲۲۔ خلیل صدیقی، آواز شناسی، ملتان، بیکن بکس ۱۹۹۳ء، ص ۳۴

۲۳۔ گیان چند، ڈاکٹر، عام لسانیات، بک ٹاک، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۷۸

۲۴۔ محبوب عالم، ڈاکٹر، اردو کا صوتی نظام اور تقابلی مطالعہ، ص ۱۸

۲۵۔ محمد سلیم، سید، پروفیسر، اردو رسم الخط، کراچی، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۱ء، ص ۴۱

۲۶۔ خلیل صدیقی، آواز شناسی، ملتان، بیکن بکس، ۱۹۹۳ء، ص ۵۶